

ازہار الانوار من صبا صلوۃ الاسرار

۱۳۰۵ھ

صلوۃ الاسرار کی باد صبا سے غنچوں کے پھول

تصنیف لطیف :-

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا

۵ ۳ ۱ ازہار الانوار من صبا صلوة الاسرار

(صلوة الاسرار کی باد صبا سے غنچوں کے پھول)

(نماز غوثیہ سے متعلق اہم نکات اور اس کے پڑھنے کا طریقہ)

بسم الله الرحمن الرحيم

تیرا شکر ہے اے ایسی ذات جس کی طرف وسیلہ پیش کرنے سے کثیر گناہ معاف ہوتے ہیں اور تیری حمد ہے اے وہ ذات کہ جس پر توکل سے شکستہ دلی ختم ہو جاتی ہے اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ رحمت، سلامتی اور برکتیں نازل فرما اُس پر جو تیری کائنات کا چہرہ اشع اور تیری مخلوق کا لطیف اور تیرے حق کے لئے قائم لوگوں سے افضل اور تیری سہولت اور مہربانی لے کر مبعوث ہونے والے رحمۃ للعالمین اور شفیع المذنبین اور ڈرنے والوں کے لئے امان اور حاجت مندوں کی سہولت اور ناامید ہونے والوں کے لئے بشارت رؤف، رحیم نبی کرم والے سخی، بلند مرتبہ، بڑے علم والے، غنی، تابندہ، حکمت والے، بُردبار، نیکیوں کو بنانے والے، غلطیوں کو مٹانے والے، حاجتوں کو پورا کرنے والے، مرادیں

شکرا لك يا من بالتوسل اليه يغفر
كثرا الذنوب، وحمد لك يا من
بالتوسل عليه يجبر كسرا لقلوب،
اسألك انت تصلي وتسلم وتبارك
على سراج افقك، و ملجأ خلقك،
وافضل قائم بحقك، السبعوث
بتيسيرك وسفقتك، رحمة
للعالمين، وشفيعا للمذنبين،
وامانا للخائفين، ويسرا
للبنائين، وبشرى للأتيسين،
محمد النبي الرؤف الرحيم، الجواد الكريم،
العلی العليم، الغنی الحی الحکیم الحليم، مصحح
الحسنات، مقيل العثرات، قاضي الحاجات،

واهب المرادات ، صلى الله تعالى عليه
وعلى آله الطاهرين ، واصحابه الطاهرين ،
وانوار واجه الطيبات امهات المؤمنين ،
واولياء امته الكاملين الغامقين ، وامناء
ملت السراشدين المرشدين ، لاسيما
على هذا الفرد القريد ، الغوث المجيد ،
الغيث المجيد ، واهب النعم ، سالب
النقم ، كاسب العدم ، صاحب القدم ،
جود الجود وكرم الكرم ، ملاذ العرب ومعاد
العجم ، مناح العطايا ، مناع الرزايا ، القطب
الرباني ، الغوث الصمداني ، سيدنا و مولانا ^{القادر} محمد عبد
الحسي الحسيني الجيلاني ، رضي الله تعالى عنه و
ارضاه ، وجعل حوزنا في الدارين ، آمين آمين ،
يا ارحم الراحمين ، واشهد ان لا اله الا الله وحده
لا شريك له ، واشهد ان همدا عبدا ورسوله بالرحمة
ارسله ، صلوات الله وسلامه عليه ، وعلى
كل محبوب ومرضى لديه ، اما بعد
فقد سألني الفاضل الكامل ، جميل الثائل ،
جامع الفضائل ، والفخر الجسيم ، والشرف
العظيم ، مولانا الشاه محمد ابراهيم القادري
الصدراسي المحيد رابادي ، جعله الله من اولي
الايادي ، وحفظه من شر الاعداء ، اجازة الصلوة
الغوثية ، المباركة المرضية ، المعروف عندنا
بصلوة الاسرار ، المجربة مراد القضاء الاوطار ،
ودفع الاشرار ، تحيين ظن منه بهذا العبد

بذلانے والے ، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ الطاہرین اور حق کو
ظاہر کرنے والے صحابہ اور اس کی پاک ازواج پر جو
مؤمنین کی مائیں ہیں اور اس کے کامل ، عارف اولیاء امت
ہدایت یافتہ ، رہنما ، اس کی اُمت کے ایمانوں پر خصوصاً
ایسی یکتا ، منفرد ، غوث بزرگی والے ، برکت دینے والی
بارش ، انعامات دینے والے ، محروموں کو بنانے والے ،
تسلط والے ، سخنوں کے سخی ، کرموں کے کریم ، عرب و
عجم کی جلے پناہ ، عطیات دینے اور مصیبتوں کو دفع کرنے
والے ، قطب ربانی ، خدائی مدد ، ہمارے آقا و مولیٰ
ابو محمد عبد القادر حسی حسینی جیلانی پر رضی اللہ عنہم اور جس
کو وہ راضی کرے اور اس کو دونوں جہانوں میں ہمارے
لئے محفوظ خزانہ بنائے آمین آمین یا ارحم الراحمین ،
اور میں گواہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک ہے اور
گواہ ہوں کہ بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے
خاص بندے اور اس کے خاص رسول ہیں جن کو اس نے
رحمت بنا کر بھیجا ہے اس پر اللہ کی رحمتیں اور سلام
ہو اور ہر اس پر جو اس کا محبوب اور پسندیدہ ہو۔ اما بعد
کامل فاضل ، اچھے اخلاق والے ، فضائل کے جامع ، بڑے
فخر ، عظیم شرف والے ، مولانا شاہ محمد ابراہیم قادری
مدراسی حیدرآبادی (اللہ تعالیٰ ان کو صاحب قوت بنا کر
اور ان کو دشمنوں کے شر سے محفوظ فرمائے) نے مجھ سے
”صلوۃ توشیہ“ مبارک پسندیدہ جو کہ ہمارے ہاں ”صلوۃ
الاسرار“ کے نام سے معروف ہے کی اجازت طلب کی ،
یہ صلوۃ الاسرار قصائے حاجت اور دفع شر کے لئے بار بار
مجرب ہے ، انھوں نے مجھے فقیر ، حقیر ، اپنے نفس پر ظلم

کرنے والے، نہایت گنہگار، عبد المصطفیٰ احمد رضا، محمدی
 سُنی حنفی قادری برکاتی بریلوی کے بارے میں حسن ظن
 رکھتے ہوئے یہ سوال کیا (اللہ تعالیٰ ان پر مہربانی فرمائے
 اور ان کو معاف فرمائے اور ان کے اعمال کو درست فرمائے)
 حالانکہ میں اس قابل نہیں ہوں اور نہ ہی اس کا اہل ہوں
 لیکن ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے میں ان کو اس کی
 اجازت دیتا ہوں یہ امید کرتے ہوئے کہ دنیا و آخرت
 میں ہم دونوں کے لئے باعث برکت ہو (تقویٰ اور مغفرت
 کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے) (ان کو میری طرف سے
 اجازت ہے جیسا کہ مجھے میرے آقا، مولیٰ، جلتے اعتبار،
 مآویٰ اور میرے شیخ، مرشد، سہارا، خزانہ اور میرے
 آئینہ اور کل کے ذخیرہ اور کاملین کے تاج، واصلین کے
 چراغ، حضرت شاہ آل رسول احمدی مارہروی رضی اللہ
 عنہ نے مجھے اجازت دی جیسا کہ ان کو روایت اور اجازت
 ملی، ان کے عظیم شیخ اور اُن کے بزرگوار چچا، کامل امام،
 وسیع کرم، خوبصورت چاند، اپنے زمانہ کے منفرد اور قطب
 عظیم فیض اور واضح فضیلت، حضرت ابوالفضل، ملت او
 دین کے سورج، سید شاہ آل احمد اچھے میاں مارہروی
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، اور ان کو اپنے والد گرامی عارف
 کامل، مضبوط فہم، بحر بیکراں، پختہ ماہر، صاحب بقا
 و فناء، صاحب وصول و حضور، حضرت شاہ حمزہ
 عینی مارہروی (ان پر اللہ تعالیٰ کی دائمی رضا) سے
 اسلاف و راسلاف سے ان کی مسلسل، سند سے،
 جوان کر بلند و دربار، مضبوط چوکھٹ، مخلوق کے مرجع
 و دربار قادریہ (وہاں کے رہنے والوں اور وہاں کے

الظلام، اکثر الاشام، الفقیر الاذل، الحقیر
 الاذل، عبد المصطفیٰ احمد رضا، محمدی السنی
 الحنفی، القادری البرکاتی البریلوی، لطف اللہ بہ،
 وعقاعن ذنبہ، واصلہ عملہ، وحقق املہ،
 معافی لست هنالك، ولا اهل لذلك، لکنی
 اجبته بالانقیاد، واجزته بالمراد، سر جاد
 البرکة لی ولہ فی الدنیا والآخرۃ، ان سر بنا
 تعالیٰ هو اهل التقویٰ و اهل المغفرة، کما
 اجازنی بہا سیدی و مولای، و سندی
 و ماوای، شیخی و مرشدی، و کنزی
 و ذخری لیومی و غدی، تاج الکاملین،
 سراج الواصلین، حضرة السید الشاہ
 آل الرسول الاحمدی، المارہری، رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ بالرضی السرمدی، بحق روایتہ
 لہا و اجازتہ بہا عن شیخہ الاجل، و عمہ
 الاجل، الامام الکامل، والکرم الاشمل،
 والقمر الاجمل، فرد عصرة، و قطب
 دھرة، ذی الفیض العظیم والفضل المبین،
 حضرة ابی الفضل شمس الملة والدين، السید
 الشاہ آل احمد اچھے میاں المارہری، رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ بالرضوان الابدی، عن ابیہ العزیز،
 النبیہ الغطریف، البحر الطمطم، والخبیر الصمصم،
 ذی الفناء، والبقاء، والوصول واللقاء، حضرت السید
 الشاہ حمزہ العینی المارہری علیہ الرضوان
 الدائم من العلی القوی، بسندہ المسلسل کا برا

عن کابر، عن الحضرة الرفیعة، والسدة
المنیعة، مرجع البریة، المحضرة القادرية، علی
حضارها وخذامها رضوان القادر، فان اصلها
ما ثور بطرق عديدة، عن الحضرة المجيدة،
كما ذكره العلماء منهم اکامام ابوالحسن
نورالدین علی بن جریر الدخمی الصوفی الشطنوفی
فی بهجة الاسرار والاعام الاجل عبد الله بن
الاسعد الیافعی الشافعی، والفاضل علی بن سلطاً
محمد القاری الهرزی المکی، والشیخ المحقق شیخ

خدام پر اللہ تعالیٰ کی رضا ہو) سے حاصل ہوئی
کیونکہ ”صلوة الاسرار“ کا ثبوت متعدد طرق سے
منقول ہے برگزیدہ دربار سے جیسا کہ اس کو بہت
سے علمائے نے ذکر فرمایا ہے جن میں امام ابوالحسن
نورالدین علی بن جریر نخعی صوفی شطنوفی نے بہجة الاسرار
میں، اور امام اجل عبد اللہ بن اسعد یافعی شافعی و
فاضل علی بن سلطان محمد القاری الهرزی المکی
اور شیخ محقق علمائے ہند کے شیوخ کے شیخ عبد الحق
بن سیف الدین محدث دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ

عہ یجب ان یعلم انه لیس بابن جہضم
الذی تکلم فیہ الذہبی علی دابہ مع
الصوفیة الکرام فی المیزان فانه مقدم
علی سیدنا لغوث رضی اللہ تعالیٰ عنہ
بزمان و هذا معاصر الذہبی و بینہ و
بین سیدنا واسطتان صحب المولیٰ اباصالح
قاضی القضاة نصرہ صحب ابابہ سید ع
عبد الرزاق صحب ابابہ سیدنا لغوث
الا عظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم وقد وصفہ
الذہبی نفسہ فی طبقات القراء بالامام
اکا و حد و كذلك اکامام الجلال السیوطی فی
”حسن المحاضرة“ أما نسبة الذہبی کتاب
بہجة الاسرار الی ذلك فانت کانت له
ایضا کتاب اسمہ هذا فذلك والا فاشتباہ
عظیم واجب التنبیہ ۱۲ (م)

یاد رہے کہ ابن جہضم نہیں ہیں جن کے اولیاء کرام
کے بارے میں خصوصی نظریات پر ذہبی نے اعتراض کیا کیونکہ
وہ غوث اعظم سے بہت پہلے کے ہیں اور یہ امام ذہبی
کے معاصر ہیں جبکہ ان کے اور غوث اعظم رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے درمیان دو واسطے ہیں، انہوں نے
قاضی القضاة نصر کی انہوں نے اپنے والد اور ان کے والد نے
حضرت عبدالرزاق کی انہوں نے اپنے والد حضرت
غوث اعظم کی صحبت پائی جن کو خود امام ذہبی نے
”طبقات القراء“ میں ذکر فرمایا اور امام سیوطی
نے بھی ”حسن المحاضرة“ میں ذکر کیا، امام ذہبی کا
ابن جہضم کی طرف کتاب بہجة الاسرار کو منسوب کرنا جب
درست ہوگا جب اس نام کی کوئی کتاب ان کی
ہو ورنہ نسبت درست نہیں ہے بلکہ ان کو
اشتباہ ہوا ہے ۱۲

(ت)

شیوخ علماء ہند عبد الحق بن سیف الدین المحدث
الدہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین انہ
قال سیدنا و مولانا الغوث الاعظم رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ
من توسل فی شدة فرجت عنہ ومن استغاث فی
فی حاجة قضیت له ومن صلی بعد المغرب
س رکعتین ثم یصلی ویسلم علی النبی صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم یخطو الی جهة
العراق احدی عشرة خطوة یدکر فیہا اسمی
قضى اللہ تعالیٰ حاجتہ قلت وفرجت
وقضیت تحتلان صیغۃ المجهول لواحد
غائبة ، وصیغۃ المعلوم للواحد المتکلم
وعلى هذه ترجمة الشاة ابی المعالی رحمہ
اللہ تعالیٰ فی التحفة القادرية ، وایا ما کان
فال حاصل واحد ، اولیہما تحتل الحقيقة
الباطنة الذاتية والظاهرة المستفادۃ ،

علیہم اجمعین سے منقول کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے
فرمایا کہ جس نے کسی مصیبت میں میرا وسیلہ دیا تو اس
کی مصیبت ختم ہوگی ، اور جس نے اپنی حاجت
کے لئے مجھ سے مدد مانگی تو اس کی حاجت پوری
ہوگی ، اور جس نے نماز مغرب کے بعد دو رکعتیں
پڑھ کر صلوٰۃ و سلام پڑھا اور پھر عراق کی جانب گیارہ
قدم میرا نام کہتے ہوئے چلا تو اللہ تعالیٰ اس کی
حاجت کو پورا فرمائے گا ۔ قلت ”فرجت“ اور
”قضیت“ دونوں صیغے ، واحد غیب مونث مجہول اور
واحد متکلم معلوم بن سکتے ہیں ، اور شاہ
ابو المعالی نے ”تحفۃ قادریہ“ میں واحد متکلم
معلوم کا ترجمہ فرمایا ہے (یعنی میں اس کی
مشکل کشائی اور حاجت روائی کروں گا) بہر حال جو بھی
صیغہ ہو ما حاصل ایک ہے کیونکہ پہلا صیغہ ہو تو یہ اللہ تعالیٰ
کی طرف سے ذاتی باطنی حقیقت کا احتمال ہے جبکہ دوسرا

عہ وہی التي تثبت بالذات من دون عطاء
ولا الاستناد الی جعل وهذا مختص بصفات
اللہ سبحانہ وتعالیٰ فحسب ۱۲ (م)

عہ وہی التي حصلت بالعطاء ولا تثبت لہا
الابال جعل وهكذا جميع صفات المخلوق
كالعلم والقدرة والعطاء والعون حق
الوجود ۱۲ (م)

یہ بالذات ثابت ہے عطاء اور جعل کی طرف منسوب
نہیں ، اور یہ صرف اللہ تعالیٰ کی صفات سے مختص ہے
اور بس ۱۲۔ (ت)

یہ صرف عطاء سے حاصل ہے اس کا ثبوت اللہ تعالیٰ
کے عطا فرمانے پر ہے جیسا کہ مخلوق کی تمام صفات
ہیں مثلاً انسان کا علم ، قدرت ، عطاء ، امداد حتیٰ کہ
مخلوق کا وجود بھی عطائی ہے ۱۲۔ (ت)

والاخرى تعين للاخير والمرجع ما ذكره
 رضى الله تعالى عنه اخرا بقوله قضى الله
 تعالى حاجته ان الى ربك المنتهى، ثم
 ان لمشاينا قد است اسرارهم ورحمنا
 الله تعالى بهم في هذا الصلوة طريقتين،
 صغرى، وكبرى، والمعمول عندنا
 الاسهل الاشمل من حيث السخ لکل احد
 من دون الاختصاص بالقائمين في محبالي
 الشهود الهائمين في فيا في الوجود هي الطريقة
 الانيقة الصغرى، صفتها بحیث یکون
 كالشرح للملفظ الكريم ويتضمن مختارات
 هذا العبد الاثیم، ان من عرضت له
 حاجة دينية او دنيوية صلى بعد صلوة
 المغرب بسنتها ركعتين من غير فريضة
 ناويا صلوة الاسرار تقربا الى الله تعالى و
 هدية لروح سيدنا الغوث الاعظم رضى الله
 تعالى عنه، وان جلد لهما الوضوء فهو
 اضواء، وقد عهدنا ذلك من النبي صلى الله
 تعالى عليه وسلم في صلوة الحاجة، والا
 فهو لببيل من الرخصة فان توجها فليحسن
 وضوءه هكذا امر النبي صلى الله تعالى
 عليه وسلم ذلك المكفوف بصره و احب
 الى ان يقدم صدقة فانها اسرع في

صیغہ، ظاہری حاصل کردہ حقیقت کا معین احتمال
 ہے لیکن بہتر وہ ہے جس کو خود حضور غوث اعظم نے
 بعد میں یوں ذکر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی حاجت
 پوری کرے گا کیونکہ تیرے رب کی طرف ہر چیز کی انتہی
 ہے۔ پھر ہمارے مشائخ (رحمہم اللہ تعالیٰ اور ان کے
 سبب ہم پر رحم فرمائے) نے اس نماز کے بارے میں
 دو طریقے بتائے ہیں، ایک مختصر اور دوسرا طویل ہے،
 اور ہمارے ہاں جو مروج ہے وہ آسان اور جامع
 اور ہر ایک کے مناسب ہے یہ مرتبہ شہود پر
 فائز لوگوں یا مرتبہ وجود میں طالبین کے لئے مخصوص
 نہیں، یہ بہترین طریقہ اختصار والا ہے۔ اس کا
 طریقہ ایسا ہے جو خود لفظ (صلوة الاسرار) کی شرح
 جیسا ہے اور اس عاجز بندے کا پسندیدہ ہے کہ
 جس شخص کو کوئی حاجت درپیش ہو خواہ وہ دینی ہو یا
 دنیوی، تو وہ مغرب کی نماز کے بعد سنتوں کے ساتھ
 دو رکعت "صلوة الاسرار" کی نیت سے اللہ تعالیٰ کی
 قربت اور حضور غوث اعظم کی روح کو ہدیہ کئے پڑھے
 اور اگر اس کے لئے نیا وضو کرے تو یہ نور ہوگا کیونکہ حضور
 علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک نابینا کو یہ فرمایا تھا "وہ
 نیا وضو ضروری نہیں، مجھے تو یہ پسند ہے کہ صلوة الاسرار
 پڑھنے سے پہلے کوئی صدقہ کرے کیونکہ یہ عمل کامیابی
 جلدی لاتا ہے اور مصیبتوں کے دروازوں کو خوب بند
 کرتا ہے جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مناجات کیلئے

صدقہ میں افضل یہ ہے کہ پوشیدہ ہے کیونکہ قرآن کا
 (باقی بر صفحہ آئندہ)

عہ افضل الاسرار بنص القرآن وہی

الانجاح واسد لا بواب البلاء وقد امر الله
تعالى من ينادي رسوله ان يقدر موافق يدي
نجولهم صدقة، فنجوى الله احق مع ان
هذه الصلوة تشتمل على نجوى النبي صلى
الله تعالى عليه وسلم ايضاً، والموجب
وان تسخر رحمة من الله تعالى فلا مربية
في الاستجاب هذا وليقر فيها بعد الفاتحة
ما تيسر من القرآن فان قرأ الاخلاص
احدى عشرة مرة فهو احسن حتى اذا سلم
حمد الله تعالى واتى عليه بما هو اهل له،
خلا فضل الصيغ الواردة عن النبي صلى الله

(بقية ما شير صفحہ گزشتہ)

تقى مصارع السوء كما في الحديث وفاضلها
اكثر من ان تحصى والاحسن ان يتصدق
بزوجين بفضل ذلك ورد حديث وفسان
نرجوان وخبزان نرجوان ومن لم يجد
فودعتان نرجوان والودعة خرقة ۱۲ (م)
عنه كقوله اللهم لك الحمد حمد ايوا في
نعمك ويكا في مزيد كرمك وقوله اللهم
لك الحمد انت قيم السموات والارض
ومن فيهن ولك الحمد انت
ملك السموات والارض ومن
فيهن ولك الحمد انت نور السموات

پہلے صدقہ دینے کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا، تو اللہ تعالیٰ
سے مناجات میں اور زیادہ بہتر ہے باوجودیکہ اس
نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی مناجات
موجود ہے، اگرچہ اس صدقہ کا وجوب منسوخ ہو چکا
ہے جس میں اُمت کی آسانی ہے مگر استجاب کے
طور پر جواز میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس نماز میں
فاتحہ کے بعد کوئی آسان سُورت پڑھے بہتر ہے کہ
سُورہ اخلاص گیارہ بار پڑھے تو بہت اچھا ہے،
نماز سے سلام پھیرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا
اس کی شان کے مطابق بجالائے اور اس میں بہتر
وہ الفاظ ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

یہ حکم ہے، اور یہی بُرے احتمال سے بچاؤ ہے، جیسا کہ
حدیث میں بیان کیا گیا ہے اور اس میں بہت زیادہ
فضیلت ہے اور بہتر یہ ہے کہ صدقہ میں جو دسے دو
کی تعداد دے، دو پیسے، دو روٹیاں، اگر اور کچھ
نپائے تو کم از کم دو خر مہرے دے ۱۲ (ت)

اور جیسے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے
اے اللہ! تیرے لئے ایسی حمد جو تیری نعمتوں کے برابر ہو
اور مزید کرم کو کفایت کرے، اور حضور کا ارشاد
کہ تیری حمد کہ تو آسمانوں اور زمین کا نگران ہے، اور
تیری حمد کہ تو آسمانوں اور زمین اور ان میں ہر چیز کا مالک
ہے، اور تیری حمد کہ تو زمین اور آسمانوں اور ان میں
(باقی اگلے صفحہ پر)

بطور حمد و ثنا پڑھے ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام سے
بڑھ کر بہتر حمد اور اچھی ثنا کوئی نہیں کر سکتا، حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان کردہ بہترین محامد میں
ایک یہ ہے: اے اللہ! ہمارے رب! تیرے لئے
کثیر طیب، مبارک حمد جیسے تجھے پسند ہے اور
تو راضی ہے، زمینیں اور آسمان اور ہر وہ چیز بھر کر
جس کو تو چاہے۔ اور ان میں سے ایک اور یہ ہے: اے
اللہ! تیرے لئے دائمی حمد جیسا کہ تیرا دوام ہے
اور تیری حمد جو باقی رہنے والی ہو تیری بقاء کے
ساتھ، تیری ایسی حمد جو تیری مشیت کے بغیر ختم نہ ہو
اور ایسی دائمی حمد جس کو بیان کرنے والا صرف رضا کا
طالب ہو، اور تیرے لئے ایسی حمد جو آنکھ کی ہر پلک

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قانہ لا یقدر
احدا ان یحمد الا احدک الحمد! حمد صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومن احسنها اللهم
ربنا لک الحمد الحمد اکثیرا طیباً مبرکاً
فیہ کما تحب ربنا ونرضی ملأ السموات
وملأ الارض وملأ ما شئت من شیء بعد،
ومہما اللهم لک الحمد الحمد ادا انما مع
دوامک ولک الحمد حمد اخالدا مع
خلودک ولک الحمد حمد الامنتہی لہ
دون مشیتک ولک الحمد حمد ادا شماً
لا یرید قائلہ الا رضاک ولک الحمد حمداً
عند کل طرفۃ عین وتنفس کل نفس،

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

ہر چیز کا نور ہے اور مالک حمد ہے۔ اور آپ کا یہ قول:
اے اللہ! تیری مخلوق کے لئے تیرے امتحان اور تیرے
حکمت والے عمل پر تیری حمد۔ ہمارے گھر والوں کے لئے
امتحان اور تیری کار سازی پر حمد۔ اور خاص ہماری
جانوں میں تیرے امتحان و کار سازی پر حمد۔ ہمیں
ہدایت دینے پر تیری حمد، اور ہمیں عزت دینے اور ہمیں
مستور کرنے پر تیری حمد، قرآن سے تیری حمد اہل مال و
پر، عافیت دینے پر تیری حمد، حتیٰ کہ تو راضی ہو جائے،
تیرے لئے حمد ہے جب تو راضی ہو، اے تقویٰ اور
مغفرت والو۔ اور ان جیسے دیگر الفاظ کثیرہ سے
حمد پڑھے ۱۲ منہ (ت)

والارض ومن فیہن وملك الحمد وقوله
اللهم لك الحمد في بلائك وصنيعك الى
خلقك ولك الحمد في بلائك وصنيعك الى
اهل بيوتنا ولك الحمد في بلائك وصنيعك
الى انفسنا خاصة ولك الحمد بما هديتنا
ولك الحمد بما اكرمنا ولك الحمد بما
سترنا ولك الحمد بالقرآن ولك الحمد
بالاهل والمال ولك الحمد بالمعافاة و
لك الحمد حتى ترضى ولك الحمد اذا
رضيت يا اهل التقوى واهل المغفرة الى
غير ذلك من صيغ كثيرة ۱۲ منہ (م)

وَمِنْهَا اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا يَنْبَغِي لَجَلالِ وَجْهِكَ
وَعَظِيمِ سُلْطَانِكَ وَمِنْهَا اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ
شُكْرًا وَلَكَ الْعَمَلُ فَضلاً، وَمِنْهَا اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ
كَمَا تَقُولُ وَخَيْرًا مِمَّا نَقُولُ إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ مِمَّا
وَرَدَتْ بِهِ الْأَحَادِيثُ فَلْيَجْمَعْهَا أَوْ لِيَكْتَفِ
بِبَعْضِهَا، وَيُعْجِبُنِي أَنْ يَخْتِمَهَا بِقَوْلِهِ اللَّهُمَّ
لَا أَحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ
فَإِنَّهُ مِنْ أَجْمَعِ حَمْدٍ وَأَوْسَعِ ثَنَاءٍ عَلَيْهِ
سَبِّحْتَهُ وَتَعَالَى وَمَنْ لَمْ يَحْسِنْ مِنْ ذَلِكَ
شَيْئاً فَلْيَقُلْ الْحَمْدُ لِلَّهِ تَلْثاً أَوْ لِيَقْرَأْ الْفَاتِحَةَ
أَوْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ بَنِيَّةَ الثَّنَاءِ فَلَا يَجِدُ ثَنَاءً
أَفْضَلَ مِنْهَا ثُمَّ لِيُصَلِّ وَلِيَسْلِمَ عَلَى
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدِي
عَشْرَةَ مَرَّةً أَذْكَلَ يَسْتَجَابُ دَعَاؤُهُ إِلَّا بِالصَّلَاةِ
عَلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمْرٍ بِالسَّلَامِ
أَحْرَازًا لِلْفَضْلَيْنِ وَاحْتِرَازًا عَنِ الْخِلَافِ فَإِنَّ
مِنَ الْعُلَمَاءِ مَنْ كَرِهَ الْإِفْرَادَ ثُمَّ الْعَبْدُ
يَخْتَارُ هَهُنَا الصَّلَاةَ الْفَوْثِيَّةَ الْبُرُوقِيَّةَ عَنْ
سَيِّدِنَا الْقَوْتِ الْأَعْظَمِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ،
وَهِيَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى (سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا) مُحَمَّدٍ

اور ہر سانس کے وقت ہو، اور ایک اور یہ ہے: اے
اللہ! تیرے لئے تیری ذات کے جلال اور تیری عظیم
سلطنت کے شایانِ شایانِ حمد ہو، اور ایک یہ ہے: اے
اللہ! شکر بجا لانے کے لئے تیری حمد اور تیرا احسان
فضل ہے۔ اور ایک یہ ہے: اے تیرے لئے وہ حمد
جو تُو نے فرمائی اور وہ بہتر جو ہم کرتے ہیں۔ ان کے
علاوہ دیگر جو احادیث میں مروی ہیں سب کو یا بعض
کو پڑھے۔ اور مجھے تو پسند ہے کہ آخر میں یہ حمد پڑھے،
اے اللہ! میں تیری ثناء کو بجا نہیں لاسکتا جس طرح
تُو نے خود اپنی ثناء فرمائی ہے کیونکہ یہ حمد بہت جامع
اور وسیع ہے۔ اور اگر کسی مذکورہ محامد میں سے کوئی
حمد یاد نہ ہو تو تین بار الحمد للہ پڑھ لے یا سورہ
فاتحہ یا آیت الکرسی حمد و ثنا کی نیت سے پڑھے، ان سے
بہتر ثناء نہ پاؤ گے، اور پھر آخر میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم پر درود و سلام گیارہ مرتبہ پڑھے کیونکہ درود
شریف کے بغیر کوئی دعا قبول نہیں ہوتی اور سلام کا بھی
حکم ہے تاکہ دونوں کی فضیلت ہو جائے۔ اور بعض علمائے
دونوں میں سے ایک پر اکتفا مکروہ قرار دیا ہے اس لئے
دونوں کو ملا کر پڑھنے سے اس خلاف سے بچے گا۔
پھر مجھ بندہ کو یہاں درود و غوثیہ جو آپ سے مروی ہے

سیدنا مولانا کا لفظ اس فقیر نے بڑھایا ہے، یہ
لفظ ہمارے مشائخ کا نہیں، یہ اضافہ جائز ہے جیسا کہ
امیر المؤمنین عمر فاروق اور ان کے صاحبزادے عبد اللہ
(باقی بر صفحہ آئندہ)

عَنْ أَعْلَمِ أَنْ لَفْظَهُ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مِنْ
تُرَايَاتِ لِلْفَقِيرِ عَلَى مَا بَلَّغْنَا عَنْ مَشَايِخِنَا
وَقَدْ تَرَادَّ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرُ وَابْنُهُ عَبْدُ اللَّهِ

معدن الجود والكرم وأله وسلم والعبد
يقولها هكذا اللهم صل على سيدنا ومولانا
محمد معدن الجود والكرم وأله الكرام
وابنه الكريم وأمه الكريمة يا أكرم
الأكرمين وبارك وسلم ثم ليتوجه
بقلبه إلى المدينة الطيبة و
ليقل إحدى عشرة مرة يا رسول الله
يا نبى الله اغثنى وأمدنى في قضاء
حاجتى يا قاضى الحاجات ثم يخطو
إلى جهت العراق وهو من
بلاد نابين الشمال والمغرب افادة
سیدی حمزة رضی اللہ تعالیٰ عنہ
وہی ایضا جہت المدينة المنورة وکربلاء و
العبد الضعیف قد استخراج جہت حضرت بغداد
من بلد تابرلی بالمؤامرة البرہانیة علی ان
عرضها لمک و طولها مدم وعرض بریلی

پسندیدہ ہے اور وہ یہ ہے، اے اللہ! ہمارے آقا و
مولیٰ محمد جو دو کرم کی کان پر رحمت نازل فرما اور آپ کی
آل پر اور سلامتی نازل فرما۔ جس کو یہ بندہ یوں پڑھتا
ہے، اے اللہ! ہمارے آقا و مولیٰ محمد جو دو کرم کی کان
پر اور آپ کی برگزیدہ آل اور کریم بیٹے اور برگزیدہ امت
پر صلوة و سلام فرما اے برگزیدوں کے برگزیدہ اس کے
بعد مدینہ منورہ کی طرف دلی توجہ کر کے گیارہ مرتبہ یوں
پڑھے، یا رسول اللہ یا نبی اللہ! میری مدد کر، اور
اسے حاجات پوری کرنے والے! میری حاجت کے
پورا ہونے میں مدد فرماؤ۔ اور پھر عراق کی طرف قدم
بڑھائے، اور ہمارے ہاں عراق شمال مغرب میں ہے
یہ میرے آقا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے
اور یہی مدینہ منورہ اور کربلا معلیٰ کی جہت ہے۔ اور
اس عبد ضعیف نے اپنے علاقہ بریلی سے دربار بغداد
کی جہت جو بریلی کی بنیاد پر متعین کی ہے یوں کہ بغداد
کا عرض لمک اور اس کا طول مدلم اور بریلی کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے تلبیہ کے الفاظ میں زائد الفاظ
شامل کئے، اور ہمارے علماء نے بھی درود شریف میں
”سیدنا“ کا لفظ بڑھایا جیسا کہ در مختار میں ہے تو اس کے
غیر میں بھی جائز ہوگا، نیز دلائل الخیرات میں ترکی کا
قصہ معلوم ہے جبکہ ولایت بھی سیادت کے معنی میں ہے (ت)
تینتیس درجے اور ایک مثلث ۱۲ (ت)
چوالیس درجے اور ۲۸ دقیقہ ۱۲ (ت)

رضی اللہ تعالیٰ عنہما علی تلبیہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واجاز العلماء
نزیادۃ السیادۃ فی الصلوۃ کما فی در المختار
فکیف فی غیرها وقصۃ الترقی فی قراءۃ دلائل
الخیرات معلومۃ والولایۃ مثل السیادۃ ۱۲ (م)
علہ ثلاث وثلاثون درجۃ وثلث ۱۲ (م)
علہ اربع واربعون درجۃ وثمان وعشرون دقیقۃ ۱۲

عرض کا و طولہا عظم الرخاء الانحراف الشمالی
اعنی من نقطة المغرب الى نقطة الشمال
لحیح فیستخرج خط الزوال ویقیم علیہ
عمود الی المغرب ویدیر علیہما قوسا
بجعل رأس القاسمة مرکزاً فیجزیہا
اخماساً ویصل خطا بین الرأس والخمس
الاول ممایلی المغرب فهذا
الخط هو سمت حضرة
بغداد اما المدينة
الکریمة فاربع درج اعنی



عرض الحجہ اور اس کا طول عظم الرخاء۔ اس سے شمالی
انحراف یعنی نقطہ مغرب سے نقطہ شمال کی طرف لحیح
مائل ہوا، اب خط زوال نکال کر اس پر قائمہ کی صورت
میں عمود، مغرب کی طرف کھینچا جائے اور خط زوال اور عمود
پر قوس اس طرح بنایا جائے کہ رأس القاسمہ کو مرکز قرار دیا جائے
اور قوس کے پانچ جز بنائے جائیں اور رأس القاسمہ اور
مغرب کی طرف سے پہلے خمس کو خط
کے ذریعے ملایا جائے تو یہ خط دربار
بغداد کی جہت ہوگی۔ لیکن مدینہ منورہ
نقطہ مغرب شمال کی جانب چار درجے



سب جیسا کہ میں نے جیومیٹری کے متعدد طریقوں سے معلوم
کیا ہے بغداد شریف کی طرف گیارہ قدم عادی کے مطابق
درمیانے قدم چلے کہ کیا کلام سے یہی سمجھا جا رہا ہے اور
بعض نوآم کی طرح نہ کرے کہ وہ قدم چلنے کی بجائے
ہزرتہ صرف یمن یا چار انگشت آگے بڑھتے ہیں حالانکہ
یہ قدم کافی صلہ نہیں کہلاتا، جبکہ ہمیں گیارہ قدم کے بارے
میں حکم ہے اس لئے بغیر ضرورت اور بلا عذر اس حکم سے
عدول نہیں کرنا چاہیے، اور یہ عدول غلط ہے۔ ہاں اگر

محرز من نقطة المغرب الى الشمال على
ما استخرجت بعدة طرق برهانية إحدى
عشرة خطوة معتدلة معتادة فانه
المتبادر من الكلام لا ما يفعله بعض العوام
من انه لا يرفعون قدما ولا يخطون
خطوة وانما يتقدمون كل مرة نحو ثلاث
اصابع او اربع فليس هذا من الخطوة في شئ
وانما امرنا بالخط فالعدول عنها بدون ضرورة

عنه ثمان وعشرون درجة واحد عشر دقيقة ۱۲ (م)
عنه تسع وسبعون درجة وسبع وعشرون
دقيقة من قرنیص مرصد لندن ۱۲ (م)
عنه ثانی عشرة درجة ومثلها الدقائق ۱۲ (م)
عنه اقصر علی التخیس لعدم الحاجة الی
تدقیق الدقائق مع ما فیہ من الدقة ۱۲ (م)

۲۸ درجے اور ۲۱ دقیقہ ۱۲ (ت)
۴۹ درجے اور ۲۴ دقیقہ، لندن کی قرنیص مرصد گاہ
سے ۱۲ (ت)
۱۸ درجے اور ۱۸ دقیقہ ۱۲ (ت)
پانچ حصوں کو بیان کیا ہے کیونکہ دقیقہ بنانے میں وقت
ہے ۱۲ (ت)

عذر ہو مثلاً جگہ تنگ ہو اور پورا قدم چلنے کی گنجائش نہ ہو
اور کھلی جگہ نہ ملے تو پھر حسب گنجائش قدم کا فاصلہ بنائے
اور اس سے بڑھ کر قابل اعتراض وہ صورت سے جو میں
نے بعض جہال کو کرتے دیکھا کہ وہ دو رکعت پڑھتے ہوئے
دوسری رکعت کی قرأت کے آخر میں نماز میں ہی عراق
کی طرف منہ پھیر کر چلتے ہیں اور گیارہ قدموں کے بعد پھر
واپس پہلی جگہ پر لوٹ کر قبلہ رو ہو جاتے ہیں اور پھر غار
کو مکمل کرتے ہیں ان غریبوں کو یہ معلوم نہیں کہ یہ طریقہ
مروءہ کے خلاف بھی ہے اور اس سے نماز بھی فاسد
ہو جاتی ہے، حالانکہ عبادت کو شروع کر کے توڑنا حرام
ہے۔ چونکہ انہی پر اور نقل شروع کرنے سے لازم ہو جاتا
ہے اس لئے ان پر دو رکعتوں کی قضا لازم ہے، جبکہ
اسے مسئلہ معلوم ہی نہیں تو قضا کیا کرے گا لہذا اس کو
دوہرا گناہ ہے۔ ایسے ہی شخص کے بارے میں حدیث شریف
اس نماز کو غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان کردہ طریقہ
میں جیسا کہ میں نے سنا ۱۲ (ت)

کیونکہ چلنا، کثیر عمل ہے ۱۲ (ت)

ایک جاری عبادت کو توڑنا وقتی گناہ اور دوسرا گناہ قضا
کا ترک جو موت کے وقت ظاہر ہوگا العیاذ باللہ تعالیٰ ۱۲ (ت)
اس کی تحریک امام ابو نعیم نے واحد بن الاسقع رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے اپنی کتاب علیہ میں کی ہے، اور ایسا ہی
ایک قول حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ہے
کہ دو چیزوں نے میری مکر توڑ دی ہے ایک جاہل عامل
نے اور دوسرے مشدد عالم نے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے
معافی اور عافیت کے خواستگار ہیں ۱۲ (ت)

عن الخطانعم ان كان في مضيق لا يجبد
مساغلا لخطوات المعهودة ولا الخروج
الى صندوق فليات بما استطاع و اشهد
شاعة من هذا ما رأيت بعضهم من انه
يصل ركعتين حتى اذا كان في آخر قراءة الاخرى
انحرف الى العراق فتخطى ثم عاد الى مكانه
فتوجه نحو القبلة واتم الصلوة ولا يدري
المسكين ان هذا مع مخالفة للموارد
مفسد لصلوته وابطال العمل حرام
ثم النفل يجب بالشروع فيلزمه القضاء
وهو لا يريده ولا يدري به
فياثم مرتين والمثل
هذا ورد في الحدیث
المتعبد بغير فقد كالحماد
عليه في صفة هذه الصلوة عن سيدنا الغوث
الا عظيم رضي الله تعالى عنه كما سمعت ۱۲ (م)
عليه لان المشي عمل كثير ۱۲ (م)
عليه انما لا بطلان حاضر الوقت وانما ترك
القضاء يظهر عند الموت والعياذ بالله تعالى ۱۲ (م)
عليه اخرج ابو نعیم في الحلیة عن واثلة بن
الاسقع رضي الله تعالى عنه ، و مثله قول
علي كرم الله وجهه قصم ظهري اثنا
جاهل متنك وعالم متهتك نسأل الله
العفو والعافية ۱۲ (م)

فی الطاہرونۃ " و اکبر اشامنه شیخہ
الذی علمہ ہذا ولا حول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم ہذا ولیکن عند
التخطی علی ہیأۃ الہیبتۃ والخضوع والادب
والخشوع، وانا احب ان یتخیل کاندہ حاضر
فی بغداد و مرقدة رضى اللہ تعالیٰ
عندہ بیت عینیہ و ہور اقد فیہ
مستقبل القبلة الکریمۃ والعبد یتعمد
کرمہ فی ریدان یتقدم الیہ
اذ یعتریہ الحیاء من قبل المعاصی
فیقف حیران کاندہ یستأذن
ویستشفع الیہ رضى اللہ تعالیٰ
عنہ بسعة جوده و
وبشری مقالۃ انت لم
یکن مریدع جیدا
فانا جید، فینا هو

میں آیا ہے کہ بغیر عبادت کرنے والا اس گدھے کی طرح ہے
جو آٹے کی چکی میں جتا ہو۔ ایسا عمل کرنے والے سے بڑھ کر
اس کا وہ شیخ مجرم ہے جس نے اسے یہ طریقہ بتایا ہے،
لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، اور قدم چلنے وقت
خشوع، خضوع اور ادب و ہیبت کی کیفیت ہونی چاہئے،
اور مجھے یوں پسند ہے کہ اس وقت یوں خیال کرے کہ
وہ بغداد شریف میں آپ کی مرقہ شریف کے سامنے حاضر
ہے اور اسے دیکھ رہا ہے اور یہ خیال کرے کہ حضور
غوث اعظم اپنی قبر انور میں قبلہ زو سوسے ہوئے ہیں اور
قدم چلنے والا بندہ آپ کے کرم پر اعتماد کرتے ہوئے آگے
بڑھنے کا ارادہ کئے ہوئے ہے مگر اپنے گناہوں کے
پیش نظر آگے جانے میں حیا کرتے ہوئے حیران کھڑا
ہو جاتا ہے اور گویا اب آپ سے بڑھنے کی اجازت طلب
کرتا ہے اور آپ سے شفاعت طلب کر رہا ہے کیونکہ
آپ کا جود و سخا وسیع ہے اور آپ کی یہ بات بشارت
ہے کہ اگر میرا مرید خوب نہیں میں تو خوب تر ہوں۔ " قدم

عہ اخرج الامام الشنطوفی روح اللہ تعالیٰ رحمہ
فی بہجۃ الاسرار عن الشیخ القدوة ابی الحسن
علی القرشی قال قال سیدی الشیخ محی الدین
عبد القادر الجیلی رضى اللہ تعالیٰ عنہ اعطیت

امام شنطوفی نے بہجۃ الاسرار میں شیخ امام ابو الحسن علی
قرشی سے تحریر فرمائی ہے کہ میرے آقا حضرت شیخ
محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ
میرے بصر تک دراز ایک دفتر مجھے عطا کیا گیا جس میں میرے
(باقی بر صفحہ آئندہ)

كذلك وهو رضى الله تعالى عنه ينظر اليه و
يعلم فقرا وحياءا اذ يجرى الكرم العقيم
فيشفع للعبد الاثيم فكانه رضى الله تعالى
عنه يقول اذنت لهذا الفقير المضطرب ان
يخطوا لي تلك الخطوات، و يذكروني فيها
المسحوق ولا يخشى المعاصي عندي فاني
انا ضمينه وكفيل مهماته في الدنيا
والآخرة فينشط العبد ويتقدم على
اقدام الوجد قائل على كل خطوة
يا غوث الثقلين يا كريم الطرفين
فانه رضى الله تعالى عنه حسنى الابرار
حسينى الامم اغثنى و امددنى في
قضاء حاجتى يا قاضى الحاجات

(بقية ماثية صفحہ گزشتہ)

سجلا صد البصير في اسماء اصحابي ومریدی
يوم القيمة وقيل لي قد وهب لك سألت
مالك الخاثر الناصر هل عندك من
اصحابي احد افعال لا وعزة مرابط و
جلاله ان يدي على مریدی كالسما على الارض
ان لم يكن مریدی جید انا جید وعزة ربي و
جلاله لا برحت قد ما من بين يدي ربي حتى
ينطلق بي وبكم الى الجنة آمه والحمد لله رب العالمين
الكرم عظیم والمرجا عظیم ۱۲ منہ (م)

دربار سے حرکت نہ کروں گا جب تک مجھے اور تم سب کو جنت کا پیغام نہ مل جائے گا، الحمد للہ رب العالمین اکرم ۱۲ منہ

بڑھانے والے کی اس کیفیت کو آپ دیکھ رہے ہیں
اور اس کے فقر و حیا کو جان کر آپ وسیع کرم فرمائیں گے
اور اس بندے گنہگار کی شفاعت فرمائیں گے، اور
گویا یہ فرمائیں گے کہ میں اس فقیر تنگ دست کو اپنی طرف
قدم بڑھانے کی اجازت دیتا ہوں، یہ پہلے ہوئے میرا
نام ذکر کرے اور میرے پاس آکر اپنے گناہوں کا فکر
نہ کرے کیونکہ میں دنیا و آخرت میں اس کی مشکلات کا
کفیل اور ضامن ہوں، تو بندہ یہ سن کر خوشی کا اظہار
کرتے ہوئے آگے بڑھتا ہے اور ہر قدم پر حبدانی
کیفیت میں یا غوث الثقلین، یا کریم الطرفين پکارتا
ہے (کریم الطرفين اس لئے کہ آپ والدہ کی طرف سے
حسنی اور والدہ کی طرف سے حسینی ہیں) اور کہتا ہے
میری حاجت براری میں میری مدد کرو اسے حاجات کو

ساتھیوں اور مریدین کے نام میں جو قیامت تک میرے
سلسلے میں داخل ہوں گے مجھے کہا گیا یہ آپ کی ملکیت ہے
اور میں نے جہنم کے خازن فرشتے سے پوچھا کہ کیا تیرے
پاس میرے اصحاب میں سے کوئی ہے؟ تو اس نے
نفی میں جواب دیا۔ اس پر حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ
نے فرمایا کہ مجھے رب ذوالجلال کی عزت کی قسم کہ تمام مریدین
پر میرا ہاتھ ایسے ہے جیسے زمین پر آسمان سایہ فگن ہے۔
اور فرمایا، اگر میرا یہ خوب نہیں تو میں خوب تر ہوں، اور
رب ذوالجلال کی عزت کی قسم میں اس وقت اللہ تعالیٰ کے
دربار سے حرکت نہ کروں گا جب تک مجھے اور تم سب کو جنت کا پیغام نہ مل جائے گا، الحمد للہ رب العالمین اکرم ۱۲ منہ

پورا کرنے والے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے حضور علیہ السلام اور ان کے صاحبزادے (غوث اعظم) کے وسیلے سے دعا کرے، مذکورہ دعائیں ان آداب کا خیال رکھے جو علماء کرام نے ذکر فرمائے جیسا کہ حصین وغیرہ کتب میں مذکور ہے۔ مختلف دعاؤں کو جمع کرنے اور فضیلت بیان کرنے والوں میں میرے والد گرامی نے اپنی کتاب "احسن الوعار لا آداب الدعاء" میں بہترین دعاؤں کو ذکر فرمایا ہے اور پھر ان کا خلاصہ محققین کے امام، مدققین کے پیشوا، عالم ربانی، میرے آقا والد گرامی قدر قدس سرہ نے اپنی بہترین کتاب

ثم ليدع الله سبحانه وتعالى متوسلا اليه بجاه سيد المرسلين صلى الله تعالى عليه وسلم ثم بجاه ابنه هذا السيد الكريم غوثنا الاعظم رضى الله تعالى عنه ، وليراعى آداب الدعاء المذكورة فى كلمات العلماء كال حصن الحصين وغيره ومن احسن من فضله با وجمع ثمتا تھا مقدمہ المحققین امام المدققین العالم الربانی سیدی ووالدی قدس سرہ الزکی فی کتابہ الشریف "احسن الوعار لا آداب الدعاء" وقد لخصها تلخيصا حسنا

یگر اسمندر، روشن چاند، چکنے والا ستارہ، سنت کی تھت وال اور فتنوں کو مٹانے والا، عالم باعمل، کامل فاضل الحاج اور مدینہ منورہ کی زیارت والا، فخر کا جامع، مولانا مولوی محمد تقی علی خان محمدی بستی، حنفی، قادری، برکاتی، بریلوی، خلیفہ اجل حضرت ہمارے شیخ، مرشد، رحمت کے دیا، نعمت کے مالک، حضرت شاہ آل رسول احمدی مارہروی (قدس اللہ سرہما)، اللہ تعالیٰ ان کی بھلائی کا ہم پر فیضان فرمائے، آپ کی پیدائش ابتدائے رجب ۱۲۴۶ھ میں ہوئی، انھوں نے علمی اور عرفانی ماحول میں پرورش پائی اور اپنے والد فاضل اجل عارف اکمل، مولانا مولوی محمد رضا علی خاں قدس سرہ سے علم حاصل کیا، اور ۲۵۵ کے قریب تصنیفات جلیلہ تصنیف فرمائیں، اور ان کتب میں سے یہ کتاب "جواہر البیان" (باقی بر صفحہ آئندہ)

عہ هو البحر الزاخر، البدر الباهر، النجم الزاهر، حامی السنن، مآحی الفتن، العالم العامل، الفاضل کامل، الحاج الزائر، الجامع المفخر، مولانا مولوی محمد تقی علی خان محمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی اجل خلفاء حضرة شيخنا ومرشدنا بحر الرحمة مولانا النعمة حضرة السيد المشاهد آل الرسول الاحمدی مارہری قدس اللہ تعالیٰ سرہما وافاض علینا برہما، ولد رحمہ اللہ تعالیٰ ستہل رجب ۱۲۴۶ھ ونشأ فی حجر العلم والعرفان تفقه علی ابيه الفاضل الاجل العارف الاکمل مولانا مولوی محمد رضا علی خاں قدس سرہ وصنفت تصانیفہ

جواہر البیان فی اسرار الارکان کے باب الحج میں بیان فرمایا اور دعا کی ابتداء میں "یا ارحم الراحمین" تین مرتبہ کہے، کیونکہ جو شخص یہ کہتا ہے تو اس کو فرشتے جواب میں کہتے ہیں کہ بیشک ارحم الراحمین تیری طرف متوجہ ہے اور "یا بدیع السموات والارض یا ذا الجلال والاکرام" بھی ابتداء میں پڑھے کیونکہ ایک قول کے مطابق یہ اسم اعظم ہے، ایسے ہی حضرت سیدنا ذی النون علیہ السلام کی تسبیحات باری تعالیٰ کو ابتداء میں پڑھے اور دعا کے آخر میں تین مرتبہ آمین کہے کیونکہ یہ دعا کی مہر ہے اور یہ خاص اس اُمت مرحومہ کو عطیہ ہے، اور دعا کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود و سلام، اور الحمد للہ رب العالمین پڑھے تاکہ دعا کی ابتداء اور اس کا خاتمہ نمازیں عطا کرنے والے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درود شریف پر ہو جائے، یہ اس لئے کہ دعا ایک پرندہ ہے اور درود شریف اس کے پر ہیں اور اس لئے بھی کہ درود شریف مقبول ہے،

فی باب الحج من کتابہ المستطاب جواہر البیان فی اسرار الارکان ولید ابی ارحم الراحمین ثلثا فان من قالہ ناداه ملک موکل بہ ان ارحم الراحمین قد اقبل علیک و بیایدیع السموات والارض فرب یا ذا الجلال والاکرام فانه اسم اللہ الاعظم علی قول و کذا تسبیح سیدنا ذی النون علی نبینا الکریم وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم ولیختتمہ بأمین ثلثا فانه خاتم الدعاء و مباحص اللہ تعالیٰ بہ هذه الامۃ المرحومۃ و بالصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین و الحمد للہ رب العالمین لیکون البدء و ختم کلامها بالصلوٰۃ علی و اھب الصلوٰۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، فان الدعاء طائر و الصلوٰۃ جناحہ فبدلک یتم الجناحان ولان الصلوٰۃ علیہ الصلوٰۃ و

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

بے مثل ہے، اور ایک سورہ المد نشرح کی تفسیر منہ مانی ہے اور ایک سرور القلوب فی ذکر المحبوب، اور ایک اصول الرشاد لفتح مبائی الفساد، اور اذاقۃ الاثم لما نفعی عمل المولد والقیام وغیرہ ذکر ہیں۔ اور آپ کی دعا آخر ذیقعدہ ۱۲۹۷ھ میں ہوئی، رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ (ت)

جلیلۃ تاقت خمسۃ وعشرین من اجلها هذا الکتاب جواہر البیان الذی لم یُرمثلہ فی بابہ والتفسیر الکبیرۃ لسورۃ الانشراح و سرور القلوب فی ذکر المحبوب و اصول الرشاد لفتح مبائی الفساد و اذاقۃ الاثم لما نفعی عمل المولد والقیام وغیر ذلک توفی سلخ ذی القعدۃ ۱۲۹۷ھ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ (م)

السلام مقبولة لا شك فاذا استجيب الطرفان
فان الله تعالى اكرم من ان يدع ما بينهما
وليكن الدعاء وتراقات الله وترحب الوتر
وليصل بعد كل مرة على النبي صلى الله
تعالى عليه وسلم فانه لم ير شي اجلب للاستجابة
من الصلوة والسلام على هذا النبي الكريم
عليه وعلى آله افضل الصلوة والتسليم
وليجهتهد انت تخرج دعة فانها علم
الاجابة فان لم يرك فليتبك فمن تشبه
بقوم فهو منهم ثم المختار عندك ان
يبقى حيث الدعاء ايضا كما هو مستقبل
الجهة العراقية فانها كما اسمعناك جهة
الشفعاء الكرام ولا عليه ان لا ينحرف
الى القبلة وقد سأل ابو جعفر المنصور
ثانف الخلفاء العباسية

توجب دعاء کے ابتداء وانتهاء میں درود ہوگا تو اللہ
تعالیٰ کے کرم سے بعید ہے کہ وہ درمیان میں دعاء کو قبول
نہ فرمائے، اور دُعائیں وتر کا لحاظ ہونا چاہئے کیونکہ
اللہ تعالیٰ وتر ہے اور وتر کو پسند فرماتا ہے اور ہر بار
درود شریف پڑھے کیونکہ درود شریف سے بڑھ کر کوئی
چیز مقبولیت کو حاصل کرنے والی نہیں ہے صلی اللہ تعالیٰ
علی النبی الکریم وآلہ افضل الصلوة والتسليم، اور
کوشش کرے کہ دُعائیں آنسو نکلیں کیونکہ یہ بھی قبولیت
کی علامت ہے، اگر روانہ آئے تو رونے والی صورت
بنائے کیونکہ جو کسی کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ بھی
انہی میں شمار ہوتا ہے پھر مجھے یہ پسند ہے کہ دعاء کے
وقت بھی عراق کی طرف متوجہ رہے کیونکہ یہ جہت شفا
والوں کی ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، لہذا اس
دُعائیں قبلہ کی طرف متوجہ نہ رہنے میں کوئی مضائقہ
نہیں ہے۔ ابو جعفر منصور خلیفہ ثانی خاندان عباسیہ نے

عہ قال الفقیر احمد رضا غفر اللہ تعالیٰ
لہ ابنائنا سراج الحنفیة عبد الرحمن
بن عبد الله السراج المکی عن مفتی الحنفیة
جمال بن عمر المکی عن المولی عابد السندی
المدنی عن الشیخ صالح الفلانی عن محمد
بن سنة عن الشریف محمد بن عبد الله عن
محمد بن ارکماش عن الحافظ ابن حجر العسقلانی
عن ابی اسحق القنوجی عن ابی المواهب ربیع

فقیر احمد رضا غفر لہ کہ مجھے خبر دی حنفیوں کے چراغ
عبد الرحمن بن عبد الله سراج مکی نے، انھوں نے حنفیوں
کے مفتی جمال بن عمر مکی سے روایت کی، انھوں نے
آقا عابد سندی مدنی سے، انھوں نے شیخ صالح فلانی
سے، انھوں نے محمد بن سنہ سے، انھوں نے شریف
بن عبد الله سے، انھوں نے محمد بن ارکماش سے، انھوں
نے حافظ ابن حجر عسقلانی سے، انھوں نے ابواسحق
قنوجی سے، انھوں نے ابومواہب ربیع بن ابی عامر
(بقیہ برصغہ آئینہ)

غير مستعجل من سببه يقول دعوت فلم
يجب لي قضي الله تعالى حاجته ما لم
يدع باثم او قطيعة رحم فهذه صفتها و
اللفظ الكريم مكتوب فيها بالحمرة ، و ما
عليه خط احمر فهو الذي بلغنا عن
مشايخنا قد ست اسرارهم ، و ما دون
ذلك فهو من هذا العبد الاثيم غفر
الله تعالى له وليعلم العارف
ان ما ذكرته لا يركن الى خلاف
لذرة من الكلمات العلية ، و لا
فيه عليها زيادة اجنبية ، و انما
هو تصريح مطوع ، او توضيح
منوي ، او تبیین مجمل ، او تعيين
افضل ، معتمدا في ذلك على احاديث
كثيرة ، اشترت اليها في جمل
يسيرة ، يعرفها الماهر كالشمس
في ف ، و يمر الغافل كأن
لم يكن شيء ، ف جاءت بحمد
الله عروسا مليحة ، مكشوفة
النقاب عن عوارضها الصبيحة ،
بحليتها حليتها ، ثم اجتليتها ،
فالحمد لله اولاً و آخراً ، و باطنا
و ظاهراً ، و الماهول من لطف مولنا
الشاہ محمد ابراهيم ، و غيره من
اخواننا القادريۃ سلمهم المولى الكريم ،

طرف متوجہ ہو کر ان کو شفیع بنا اللہ تعالیٰ تیرے لئے ان کی
شفاعت قبول فرمائے گا ، جو شخص دلی یقین سے یہ دعا
کے گا اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو پورا فرمائے گا
بشرطیکہ عجلت سے کام لیتے ہوئے مایوسی کا اظہار نہ کرے
کر میں نے دعا کی اور قبول نہ ہوئی ۔ یہ دعا قبول ہوگی جبکہ
اس میں کسی گناہ یا قطع رحمی کا سوال نہ ہو ۔ "صلوة الاسرار"
کا یہ طریقہ ہے (آپ کی طرف کبھی کبھی تحریریں ، اسل منقول
الفاظ سرخ سیاہی سے لکھے گئے ہیں اور جن الفاظ پر
سرخ خط ہے وہ الفاظ ہمیں اپنے مشائخ کرام سے
پہنچے ہیں ، ان کے علاوہ باقی الفاظ مجھ گنہگار بندے کے
زائد کردہ ہیں ، اور عارف شخص ضرور جانے کہ میرے ذکر کردہ
الفاظ اصل کلمات کے ذرہ بھر خلافت نہیں ہیں اور نہ ہی
یہ کوئی اجنبی زیادتی ہے بلکہ یہ مخفی کی تصریح اور نیت میں
مراد کی وضاحت ہے یا پھر مجمل کا بیان یا افضل کی
تعیین ہے اور یہ سب کچھ کثیر احادیث سے اخذ کردہ ہے
جن کی طرف میں نے مختصر جملوں میں اشارہ کیا ہے جن کو
ماہر خوب جانتا ہے جس طرح دھوپ اور سایہ کی معرفت
رکھتا ہے اور غافل شخص کوئی توجہ کئے بغیر گزر جائے گا ،
الحمد لله ، صلوة الاسرار کا طریقہ ، دیکش دلہن جس کے
نوبصورت رخسار سے نقاب اٹھایا گیا ہو ، کی طرح
واضح طور پر حاصل ہو گیا ، میں نے اس دلہن کو زیورات
سے آراستہ کر کے مزید جلادی ہے ، الحمد لله اولاً و آخراً ،
باطناً و ظاہراً ۔ مجھے مولانا شاہ محمد ابراہیم (سائل) کی
مہربانی سے توقع اور امید ہے کہ وہ اور دوسرے ہمارے
قادر و بھائی (اللہ تعالیٰ ان کو سلامت رکھے) اس

صلوۃ الاسرار کو پڑھنے کے بعد کسی مرحلہ پر بھی اس فقیر کو اپنی دُعاؤں میں نہ بھولیں گے، اور اس کے لئے مہربانی فرماتے ہوئے مغفرت اور دنیا و آخرت میں عافیت کی دُعا کریں گے، اور یہ بندہ بھی ان کے لئے دعا گو رہے گا، حقیقت یہ ہے کہ ہتھیاروں اور قلعوں سے دعا مستغنی کر دیتی ہے خصوصاً وہ دُعا جو پس پشت مسلمان بھائی کے لئے کی جائے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر قسم کے عیب سے پاک فرمائے اور جہالت کے شر و شک سے محفوظ فرمائے اور ہم سب کو اُمت محمدیہ میں اٹھائے اور اہل سنت و جماعت کی مبارک اور قیمتی جماعت اور سلسلہ کرمیہ قادریہ میں شامل رکھے، اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اس پر قادر ہے پس وہ اچھا دو گرا اور اچھا آقا ہے۔

پاکیزہ لطیفہ : حضور غوثِ اعظم کے حکم کے مطابق گیارہ قدم چلے اور یہ یقین کرے کہ اس عدد کو خاص خصوصیت و بار بار قادریہ سے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے حاصل ہے، اور یہ خیال نہ کرے بعد میں قادری سلسلہ والوں نے گیارہویں شریف کی مناسبت سے ایسا کیا ہے، لیکن مجھے خود گیارہ قدموں کا راز معلوم نہ تھا حتیٰ کہ ایک روز میں شاہجہاں آباد

ان لا ينسوا هذا الفقير في صالح دعائهم ، غيب هذه الصلوة وفي سائر انائهم ، و يسبحوا له بسؤال المخففة ، و كمال العافية في الدنيا والاخرة ، والعبد يدعوه ولهم ، والدعاء يغني عن ذروع واطم ، لاسيما دعوة المسلم لاخيه بظهر الغيب ، طهرنا الله جميعا من كل عيب ، ووقنا شرور الجهل والريب ، وحشرنا طرا في الامة المحمدية ، والجماعة المباركة السنية الشينة ، والزمرة الكريمة القادة القادرية ، انه على ما يشاء قدير ، فنعم السمولى ونعم النصير۔

لطيفة نظيفة : بامرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان یخطو احدی عشرة خطوة ، علما ان لهذا العدد منزلة اختصاص بالحضرة القادرية من من منه مرضی اللہ تعالیٰ عنہ وليس ان القادرین هم اختاروه لكون العرس الشريف في الحادی عشر و لكن لم اكن اعلم سوا في ذلك حتى صليت في شاهجهان اباد

یہ ہندوستان کا مرکزی مقام (ضلع) ہے جو دہلی کے نام سے معروف ہے اور یہ واقعہ ۱۳۰۲ھ کا ہے جب میں وہاں سیدی سلطان المشائخ نظام الدین قدس سرہ کی حاضری کے ارادہ سے گیا ۱۲ منہ (ت)

عنه هي قاعدة ديار الهند المعروفة بدھلی وكان ذلك سنة اثنتين بعد الالف وثلثمائة حين شدت اليها رحلى قاصدا زيارة سيدي سلطان المشايخ نظام الحق والدين قدس الله تعالى سره المكين ۱۲ منه (م)

ذات ليلة صلوة الاسرار وانا مقبل عليها
بشر أشقر قلبي ما كانت منى التفاتة الى ذلك
اذ لمعت باسرة سر جليل، في خاطر
كليل، والله اعلم مني جاءت وكيف
جاءت ما شعرت بها الا وهي حليّة يبالى
فتا ملتها بعد الفراغ من الصلوة فاذا
هي كما اودوا شتمى، وهي ان في احد
عشر عقدا ووحدة، وهما بال حروف
ياء والف والمجموع يا الف

میں رات کے وقت صلوة الاسرار پڑھی اور میں پوری
توجہ قلبی سے مصروف تھا اور میرا اس راز کی طرف ذرا
بھی التفات نہ تھا کہ میرے دل پر ایک عظیم راز دار
تجلی چکی، خدا کی قسم مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ کب اور کس طرح
یہ چمک آئی جبکہ وہ میرے دل میں سرایت کر چکی تھی میں
نے نماز سے فارغ ہو کر غور و تأمل کیا تو وہ میری مراد اور
خواہش میری تمنا کے مطابق تھی وہ قلبی القادیر تھا کہ
گیارہ کے عدد میں ایک دہائی اور ایک کا عدد ہے،
اور (ابجد کے حساب سے) دس کا حرف "ی" اور

علاہ ای بجمیع اجزائہ ۱۲ (م)

عَلَّمَ اَعْلَمَ اَن مَّا لِيُوجِدَ لَهُ حَرْفٌ وَاحِدٌ
فَالْمَصِيرُ فِيهِ اِلَى التَّرْكِيْبِ وَيَجِبُ الْقَصْرُ عَلَى
اَقْلٍ مَا يُمْكِنُ فَلَا يَخْتَارُ الثَّلَاثِيَّ مَا اَمْكَنُ
الثَّنَائِيَّ وَلَا الرَّبَاعِيَّ مَا سَاغَ الثَّلَاثِيَّ كَمَا لَا يَخْتَارُ
الثَّنَائِيَّ مَا وَجَدَ حَرْفٌ وَاحِدٌ ثُمَّ الْحَاجَةُ اِلَى
التَّرْكِيْبِ اِنَّمَا تَقَعُ فِيهَا بَيْنَ عَقْدٍ وَعَقْدٍ اِلَى
مِائَةٍ وَفِي الْعُقُودِ غَيْرُ الْمِائَاتِ الْمُحْضَةِ اَيْضًا
مِنْ مِائَةٍ اِلَى الْهَئِثْمِ تَدْوِمًا اِلَى مَا لَا نِهَآيَةَ
لَهُ وَذَلِكَ لِأَنَّ الْعُقُودَ وَالْمِائَاتِ لِكُلِّ مِنْهُمَا
حُرُوفٌ مَعْلُومَةٌ فَالتَّرْكِيْبُ الثَّنَائِيَّ مِثْلًا وَالتَّرْكِيبُ
تَقْصُرُ بِجَمْعِ أَحَادٍ اِلَى أَحَادٍ كَمِثْلِ طَبِ وَجَّ وَنَمَدَ
وَهُوَ فِي أَحَدٍ عَشْرٍ وَهُوَ أَوَّلُ مَا يَحْتَاجُ اِلَى ذَلِكَ لَكِنْ
اخْتِيَارُ بَعْضٍ مِنْهَا دُونَ بَعْضٍ تَرْجِيْحٌ بَلَا مَرَجِيْحَ

یعنی مکمل طور پر ۱۲ منہ (ت)

جب کوئی عدد ایک حرف والا نہ ہو تو وہاں ترکیب
ضروری ہے اور ترکیب حسب ضرورت ہوگی اگر ترکیب
ثنائی کافی ہو ثلثی کی ضرورت نہیں اور ثلثی کافی ہو تو
رباعی کی ضرورت نہیں جیسا کہ ایک حرف والے کے لئے
ثنائی ترکیب کی ضرورت نہیں ہے، پھر اکائیوں اور
دہائیوں میں تنوینک ہوگی، اور اسی طرح تنوینک اوپر
ہزار تک، لیکن خالص دہائیوں اور خالص سو کے لئے
ترکیب کی ضرورت نہیں (کیونکہ ان کے لئے ایک ایک
حرف ہے مثلاً ترکیب ثنائی تمام اکائیوں کی آپس
میں ہو سکتی ہے مثلاً طَبِ، حَجَّ، نَمَدَ، گیارہ میں
جو کہ پہلا عدد ہے جس میں ترکیب ثنائی کی ضرورت ہے
اگرچہ کوئی دو حرف ملائے جاسکتے ہیں مگر ان حروف
میں سے یہاں بعض کو لینا اور بعض کو نہ لینا بے مقصد ہے
(باقی صفحہ آئندہ)

قدمت العقد و اکی انت

ایک کاحرف "الف" ہے اور اگر دہائی کو مقدم کریں تو دونوں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

والترکیب الطبعی ان یلتمس العقد فیوضع
حرفه ثم حروف ما نراد علیه من الاحاد و
هكذا فیقدم الالف ثم المئات ثم العشرات ثم
الاحاد ویکفی هذا الی الف وتسعة وتسعين
فلفظها غطصط فاذا نراد فیدور الامر فالقاف
بغ وثلثة آلا ف جغ ومانه الف قغ و الف
الف غغ وهکذا الی ما لا نهایة له
یعرف ذلك من یعلم ارقام الهیائة
والتجوم ومن منافع هذا الوضع
الامن من الالتباس فی غالب الصور
فان غطصط المذكور مثلاً انت کتب
من دون نقط لتعینت الحروف
بالوضع الطبعی فالاول لا یمکن ان یکون
ع مهملة لانه لا یتقدم ظ ولا الشافی
ط مهملة لانها لا تتقدم ص ولا الثالث
ض معجمة لانها لا تعقب ظ ولا الرابع
ظ معجمة لانها لا تعقب ص و تمام
الکلام فی رسالتنا اطیب
الاکسیر ۱۲ منه (م)

اس لئے طبعی ترکیب کو ملحوظ رکھنا ہوگا وہ یہ کہ جو دہائی مقصد
ہو پہلے اسے پھر اکانی جو مقصود ہو، اگر ہزار ہو تو پہلے
ہزار پھر سو اور پھر دہائی اور پھر اکانی کو ترتیب وار ذکر
کر کے ترتیب دی جائے گی یہ ترکیب ایک ہزار نو سو سناؤ
تک کام دے گی، اس کے لئے حروف میں غطصط
سے مرکب ہوگا، اور اس پر ایک زائد ہو تو دو ہزار ہوگا
جس کے لئے حروف میں بغ، اور تین ہزار جغ، لاکھ
کے لئے قغ، اور دس لاکھ کے لئے غغ، اسی طرح
جتنا چاہے آگے جائے، جس کو علم نجوم اور ہسیاء کی
رقوں کی معرفت سے خوب جانتا ہے۔ اس ترکیب کا
ایک فائدہ یہ ہے کہ انسان ہندسوں میں غلطی سے بچ
جاتا ہے کیونکہ مثلاً غطصط میں اگر نقطہ نہ بھی لکھے جائیں
تو مذکورہ حروف اپنی طبعی ترتیب کے لحاظ سے سمجھے
جاسکتے ہیں کیونکہ غ کو ع اور ظ کو ط نہیں پڑھ سکتے
کیونکہ اس ترکیب میں ظ سے غ مقدم ہوتا ہے اور
ع مقدم نہیں ہو سکتا ہے، اسی طرح ص سے ظ
مقدم ہے ط مقدم نہیں ہو سکتا، اور آخری دو حروف
ص، ط کو ض، ظ نہیں پڑھا جاسکتا، کیونکہ ض ظ
کے بعد نہیں ہو سکتا اور یونہی ظ بھی ص کے بعد نہیں
ہو سکتا ہے یہ اس لئے کہ ایک ترکیب میں بڑے عدد والا حرف
پہلے اور چھوٹے والا بعد ہوتا ہے یہی ترکیب طبعی ہے اور
یہ پوری بحث چارے رسالہ اطیب الاکسیر میں ہے ۱۲ (م)

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَا لِنَدَاءِ إِيَّايَ لِلْإِجَابِ فَكَانَتْ
فِي ذَلِكَ إِشَارَةً إِلَى مُعَامَلَتِهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
عَنْهُ مَعَ السَّائِلِينَ وَالْفُقَرَاءِ الْمُسْتَغِيثِينَ
فَانْتَبَهَ فِي مَقَامِ الْكَثْرَةِ مَعَ كَثَرَتِهِمْ
فِي أَنْفُسِهِمْ، وَإِذَا ارَادَ سَوْأَلُ
حَاجَاتِهِمْ مِنَ الْحَضَرَةِ الْعَلِيَّةِ
تَوَجَّهُوا إِلَى الْوَحْدَةِ وَكَانَ عَلَيْهِمُ
إِفْرَاقُ الْقُلُوبِ مِنْ تَشْتَتِ الْخَطَاطِرِ
مَعَ كَوْنِهِمْ هَهُنَا عَلَى مِنْهَجِ
وَاحِدٍ، سِوَاكَ مِنْهُمْ الْعَاكِفُ
وَالْبَادِ وَعَظِيمُ الْمَلِكِ وَعَدِيمُ
الزَّادِ فَقَدْ انْتَقَلُوا بِوَجْهِينِ
مِنَ الْكَثْرَةِ إِلَى الْوَحْدَةِ وَ

حرفوں کا مجموعہ "یا" ہے اور اگر الٹ کریں تو مجموعہ "ای" ہے جبکہ "یا" نداء اور طلب کے لئے ہے اور "ای" قبول منظری کے لئے ہے تو اس طرح گیارہ کے عدد میں حضور غوث اعظم کا سوال اور امداد طلب کرنے کو گروں سے معاملہ سمجھ آتا ہے (کہ جس طرح "یا" میں "ی" دہرائی اور کثرت اور اس کے بعد "الف" وحدت ہے) یوں ہی سائلین کثیر تعداد والے کثیر مطالبہ کرنے والے اپنے مطالبات کو دربار عالیہ میں پیش کرتے ہوئے کثرت سے وحدت کی طرف متوجہ ہوں گے (کیونکہ آپ واحد ہیں) نیز یوں بھی کہ سائلین اور حاجت مند کثیر تعداد میں ہونے کے باوجود غوث پاک کی طرف متوجہ ہونے میں یکساں ہیں خواہ وہ شہری ہوں یا دیہاتی، شہنشاہ ہوں یا گدا، تو قلبی حاجات مختلف و کثیر مگر ان کے ازالہ کا ڈھنگ ایک، لہذا کثرت

یہاں اس کا استعمال "نعم" کی طرح ہے جیسا کہ ایک قول ہے ورنہ اصل میں "اے میرے آقا! کیا آپ میری حاجت روائی فرمائیں گے"، جواب میں "ای واللہ ہے ۱۲ منہ (ت)"

یہ جعفری علم کی رقم کا طریقہ ہے جس میں اکائی کو دہائی پر مقدم کرتے ہیں مثلاً ہزار، سو کے بعد گیارہ کا ذکر ان کی رستم میں "ایقم" ہے اور نجومی رقم میں "غفیا" ہے ۱۲ (ت)

یہ اضافت لفظی ہے یعنی اس کا ملک عظیم ہے اور اگر اضافت معنوی بنائی جائے تو عظیم معنی سلطان ہوگا جیسے عظیم الروم ہے ۱۲ (ت)

عَلَيْهِ وَقَوْعُهُ هَهُنَا عَلَى قَوْلِ أَنَّهُ كُنْغَمٌ مُطْلَقًا
ظَاهِرًا وَلَا فَالْتَقْدِيرِ بِاسْمِ دِي هَلْ تَقْضَى
حَاجَتِي الْجَوَابِ أَيْ وَاللَّهِ ۱۲ مِنْهُ (م)

عَلَيْهِ وَذَلِكَ طَرِيقُ الْأَرْقَامِ الْجُفْرِيَّةِ
يَقْدُمُونَ فِيهَا الْأَحَادِثَ عَشْرَاتِ الْخَمْسِ
فَالْفِ وَمِائَةً وَاحِدًا عَشْرًا بِأَرْقَامِهِمْ
"أَيْقَمُ" وَبِالْأَرْقَامِ النُّجُومِيَّةِ "غَفِيًّا" ۱۲ (م)
عَلَيْهِ الْإِضَافَةُ لَفْظِيَّةٌ أَيْ عَظِيمٌ مُلْكُهُ أَوْ
مَعْنَوِيَّةٌ فَالْعَظِيمُ بِمَعْنَى السُّلْطَانِ كَعَظِيمِ
الرُّومِ أَيْ سُلْطَانَهُ ۱۲ (م)

هذا شأنه يا وحركة الياء
لاضطرابهم في الطلب و تخصيص
الفتح يدل ما لهم من فتح و فيض
ببركة هذا النداء، ثم هو رضى الله
تعالى عنه مستغرق في بحار الوحدة
رافية مقامه عن مجامع الكثرة
فاذا نودي لكشف بلاء اورشف عطاء دعاء
الكرام الى التنزل من غيب الوحدة
الى مشاهد الكثرة و ذلك شأن
إي والكبر يحكى التنزل و
سكون الياء لتسكين قلقهم فكان
المعنى انهم تحركوا من
مقام الكثرة مضطربين وهم
يؤنزعون متوجهين الى حضرة
الوحدة متحدین هنالك في
الروعة والرهبة و كان
مرضى الله تعالى عنه ساكن في
مقام الوحدة فتزل منه الى
نادى الكثرة لتسكين قلوبهم و
اصلاح خطوبهم والمحصل انه اذا دعى
يجيب و سألله لا يخيب ومن عجائب

کے بعد وحدت جیسے "ی" کے بعد "الف" ہے دو طرفہ
سے ثابت ہے۔ یہ "یا" کے لحاظ سے ہے پھر "ی" کی
حرکت، طالبین کے اضطراب، اور اس حرکت کا فتح ہونا
اس نداء کی برکت سے فتح و فیض کی علامت ہے، اور
"ای" کے اعتبار سے یہ کہ حضور غوث اعظم بحر وحدت
میں مستغرق ہیں اور کثیر اجتماعات سے آپ کا مقام
بلند و بالا ہے، جب آپ کو مصائب مٹانے اور عطیات
نچھاور کرنے کے لئے پکارا جاتا ہے تو آپ کو کرم و سخا
مجبور کرتا ہے کہ آپ وحدت غیب سے تنزل فرما کر
کثرت مشاہد پر توجہ فرمائیں (یہ وحدت سے کثرت کی
طرف رجوع ہے جیسا کہ "ای" میں "الف" اور پھر
"ی" ہے) اور "ای" کا کسرہ (ذیر) تنزل کی حکایت
ہے اور "ی" کا سکون طالبین کا پریشانی سے سکون ہے۔
معنی یہ ہوا کہ حاجت مند لوگ اضطراب کی حالت میں متفرق
طور پر مقام کثرت سے مقام وحدت کی طرف متوجہ
ہو رہے ہیں اور سب کے سب امید و خوف میں یکساں
ہیں اور آپ یعنی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام
وحدت پر ساکن ہیں، پھر آپ نداء کرنے والے کثیر لوگوں
کی طرف تنزل فرما کر ان کے دلوں کو تسکین دیتے ہیں
اور ان کی پراگندہ حالت کی اصلاح فرماتے ہیں غرضیکہ
جب آپ کو نداء دی جائے تو آپ جواب دیتے ہیں اور

کیونکہ اس میں دہائی سے اکائی کا انتقال
ہے ۱۲ (ت)
کیونکہ واحد کثیر پر مقدم ہے ۱۲ (ت)

عنه فانه ينتقل فيها من العقد الى
الواحد ۱۲ (م)
عنه فان الواحد مقدم فيه على الكثیر ۱۲ (م)

صنعه الله سبحانه وتعالى ان | اول المحروف
فلا حرف فوقها وى | اخر الكل
فلا حرف تحتها فمن ترقى من مى فلا مظهر
له وراء | ومن تنزل من | فلا منزل
له تحت مى فدل ذلك ان سيدنا
رضى الله تعالى عنه اخذ فى الطرفين بغاية
الغايات فتقطع مطايا الكاملين دون
سيرة فى الله فلذا كانت قدمه
على جميع السقارب ولذا
قال رضى الله تعالى عنه الانس لهم
مشايخ ، والجن لهم مشايخ ، وانملشكة
لهم مشايخ ، وانا شيخ الكل بينى وبين مشايخ
الكل كما بين السماء والارض لا تقيسوا باحد ولا
تقيسوا على احد او كذا اما استكمل المكملون
سيرة من الله ولذا كانت
عليه اى يجمع اولهم و آخرهم ۱۲ (م)

عليه ولا حاجة الى ابداء استثناء الانبياء
والرسلين عليهم الصلوة والسلام فانه
مركوز فى اذهان المسلمين وكذا الصحابة
والتابعون لهم باحسان لما عرف فى
محلته وبالجملة فسيدنا رضى الله تعالى عنه
افضل الاولياء الامن قائم الدليل على
استثنائه ۱۲ (م)

سائل کو محروم نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کے عجائبات
میں سے ہے کہ الف پہلا حرف ہے اور "ی" آخری
حرف ہے جس کے بعد کوئی حرف نہیں ہے، اگر کوئی "ی"
سے آگے بڑھنا چاہے تو آگے الف ہی پائے گا، اور اگر
کوئی الف سے آگے بڑھے گا تو "ی" سے آگے کوئی منزل
نہ پائے گا تو گیارہ کے حرف یعنی "یا" سے پتا چلا کہ آپ
دونوں طرف انتہائی مقاصد پر رسائی رکھتے ہیں اور تمام
کاملین حضرات سیر فی اللہ میں غوث اعظم کی سیر فی اللہ سے
بہت پیچھے ہیں اسی لئے آپ کا قدم گردنوں پر ہے اور
اسی لئے آپ نے فرمایا کہ انسان اور جن اور ملائکہ کے
اپنے اپنے مشائخ ہیں جبکہ میں ان سب کا شیخ ہوں
اور میرے اور تمام مخلوق کے درمیان زمین و آسمان کا
فرق ہے مجھے کسی دوسرے پر اور کسی دوسرے کو مجھ پر
قیاس نہ کرو اور ایسے ہی کوئی کامل شخص آپ کی سیر فی اللہ
کو اللہ تعالیٰ سے کامل طور پر حاصل نہ کر سکا۔ یہی وجہ ہے کہ

یعنی ان کے اول اور آخر سب کو جمع کریں گے ۱۲ (ت)
یہاں انبیاء و رسلین کے استثناء کا اظہار ضروری
نہیں کیونکہ یہ بات تمام مسلمانوں کے ذہنوں میں مرکوز
ہے یوں ہی صحابہ و تابعین کا استثناء بھی معلوم ہے
حاصل یہ کہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام اولیاء
سے افضل ہیں مگر اس میں سے وہ لوگ
مستثنیٰ ہیں جن کے بارے میں دلیل موجود
ہے ۱۲ (ت)

عليه هذا كذلك ۱۲ منہ (م) یہ بھی اسی طرح ۱۲ منہ (ت)

عليه هذا كذلك ۱۲ منہ (م) یہ بھی اسی طرح ۱۲ منہ (ت)

ہدایتہ اتم و اوفر، و طریقہ انفع و
ایسر، و کراماتہ اکثر و اظہر، حتی لم
ینقل عشرہا ولا معشارہا عن احد من
الاولیاء فیما نعلم ذلك فضل اللہ یؤتیہ
من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم، و آخر
دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین،
والصلوۃ والسلام علی خاتم النبیین، محمد
والہ وصحبہ اجمعین، وابنہ هذا الفرد
المکین، والغوث المبین، وعلینا بہم
یا ارحم الراحمین، و اوفیٰ خاتمہ سابقین
من صفر الخیر یوم جمعہ المسلمین، سنۃ الف و
ثلثمائۃ وخمس، من ہجرۃ من اتی یا صلوات
الحس، وردت لامرۃ من المغرب اشمس، صلی
اللہ علیہ وعلیٰ آلہ اجمعین، والحمد للہ رب العلمین۔

آپ کی رہنمائی اتم اور اکل ہے اور آپ کا طریقہ آسان
و واضح ہے اور آپ کی کرامات کثیر اور غالب ہیں حتیٰ کہ کسی
ولی کی کرامات آپ کی کرامات کی نسبت عشر عشر بھی
منقول نہیں جیسا کہ ہمیں معلوم ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے
جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا
ہے۔ ہمارا آخری اعلان ہے کہ سب تعریفیں اللہ رب العلمین
کے لئے ہیں اور صلوٰۃ و سلام خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ
وسلم اور آپ کی آل و صحابہ پر اور آپ کے اس حاکم بیٹے
اور واضح غوث پر اور ان کے ساتھ ہم پر یا ارحم الراحمین۔
اس رسالے کا اختتام ہم ۲ صفر بروز جمعہ ۱۳۰۵ھ کو ہوا
سن ہجری ۱۲۸۰ ذی قعدہ کی ہجرت جس کو پانچ نمازیں عطا
کی گئیں اور جن کے حکم پر مغرب سے سورج واپس پلٹنا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و صحابہ اجمعین، الحمد للہ
رب العلمین۔ (ت)